اصغر سجاد

راویان حدیث پر ایک نظر قسط چہارم

ایمان حضرت ابو طالبؑ

(۱) اسحٰق بن ابراہیم نے عبدالرزاق سے، معمر، زہری، سعید بن المسیب نے اپنے باپ مسیّب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا جب ابو طالبؑ کا وقت وفات آیا تو رسول اللہ ﷺ و آلہٖ اُن کے پاس تشریف لائے اور وہاں ابو جہل اور عبداللہ ابن ابی اُمیہ کو بیٹھے دیکھا۔ رسول اکرم نے فرمایا اے چچا! تم کہو کلمہ لا الہ الا اللہ میں اللہ کے پاس اس کا گواہ رہوں گا تمہارے لئے۔ ابو جہل اور عبداللہ بن ابی اُمیہ بولے اے ابو طالب، عبدالمطلب کا دین چھوڑتے ہو؟ اور رسول اللہ برابر یہی بات اُن سے کہتے رہے اور اُدھر ابو جہل اور عبداللہ بن ابی اُمیہ روکتے رہے۔ یہاں تک ابو طالبؑ نے کہا کہ "میں عبدالمطلب کے دین پر ہوں"۔ اور انکار کیا لا الہ الا اللہ کہنے سے تو رسول اللہ نے کہا قسم خدا کی میں تمہارے لئے دعا کروں گا (بخشش کی) جب تک منع کرنے کا حکم نہ آئے۔ اُس وقت یہ آیت اتری ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ماتبین لھم انھم اصحاب الجحیم سورہ برات آیت ۱۱۳۔ ترجمہ۔ خلاصہ نبی کو مشرکین کے لئے استغفار کرنے کا حق نہیں ہے خواہ وہ کتنے ہی عزیز قریب کیوں نہ ہو اس لئے کہ وہ جہنمی ہیں۔ پھر جب رسول اللہ مغموم ہوئے تو ابو طالب کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء وھو اعلم بالمھتدین۔ سورہ قصص آیت ۵۶۔ ترجمہ نبی اپنے پاس سے کسی کو ہدایت نہیں کر سکتا ہے یہ تو صرف اللہ کا کام ہے وہی بہتر جانتا ہے۔ صحیح مسلم جلد اول باب الدلیل علیٰ صحۃ اسلام من حضرہ الموت۔ ص ۱۰۸ طبع نعمانی کتب خانہ لاہور۔

(۲) اسی روایت کو شعیب، زہری اور پھر سعید بن المسیب سے بیان کیا گیا ہے۔

(۳) اسی روایت کو حرملہ بن یحییٰ، عبداللہ ابن وہب یونس، ابن شہاب، سعید اور پھر مسیّب سے نقل کیا گیا ہے۔

قبل اس کے کہ ہم راویوں پر روشنی ڈالیں اور ان کی حقیقت کو بے نقاب کریں یہ بتلانے سے مجبور ہیں کہ جس نے بھی یہ حدیث گھڑی اُس کے ذہن ناقص میں سوروں کے ترتیب تنزیل کا علم ہی نہیں تھا۔ اس لئے کہ اس روایت میں جو سب سے پہلے آیت نازل ہوئی وہ سورہ برات کی ہے پھر سورۂ قصص کی آیت۔ سورۂ برات متفق علیہ ہے کہ یہ مدنی سورہ ہے چنانچہ اس سورہ کے ذیل میں وہ مشہور ترین واقعہ ہے کہ جس میں آنحضرتؐ نے ابو بکر کو یہ سورہ دیکر روانہ کیا تھا جا کر مکہ میں پڑھنا اور وہ راستے ہی میں تھے کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا کہ یہ کام یا آپ کریں یا وہ جو آپؐ سے ہو۔ یہ واقعہ تمام معتبر تاریخ کی کتابوں میں نقل ہے۔ چنانچہ رسول اکرم نے حضرت علیؑ کو روانہ کیا اور ابو بکر روتے ہوئے واپس آئے۔ کوئی یہ سوال کر سکتا ہے کہ پھر اس سورہ میں غار کا واقعہ ہے جو مکہ مدینہ کے راستے کا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یاد دلا رہا اُن مسلمانوں کو جو نصرت نبیؐ سے پیچھے ہٹ رہے تھے کہ ہم نے اپنے نبی کی اُس وقت مدد کی تھی جب وہ ایک غار میں تھے۔ تنزیل کے حساب سے سورۂ برات کا نمبر ۱۱۳ ہے اور سورۂ قصص کا نمبر ۴۸ ہے جو مکی ہے۔

پہلی حدیث میں جو نام لئے گئے ہیں اُنکی ترتیب کے لحاظ سے تجزیہ حسب ذیل ہے۔

اسحٰق بن ابراہیم: دار قطنی نے ضعیف قرار دیا ہے ابن عدی اور نووی نے واضع حدیث اور کاذب قرار دیا ہے حاکم نے غیر قوی اور ضعیف کہا۔ امام نسائی نے غیر ثقہ، امام ابو داؤد نے لاشئ محض، محمد بن عوف طائی نے کاذب قرار دیا ہے یہ وہ ہے جس کی احادیث منکر اور نا قابل عمل ہیں۔

میزان الاعتدال جلد ا ص ۱۸۱۔

عبد الرزاق۔ یہ عبد الرزاق بن عمر الثقفی ہے جو ضعیف، غیر معتبر، منکر الحدیث اور مجہول دار قطنی اور مسہری کے جب زہری کی روایات کی کتاب گم ہو گئی تو اس نے اپنے پاس سے دوسری روایتیں بنانا شروع کر دیا۔ میزان الاعتدال جلد ۲ سلسلہ نمبر ۵۰۴۱، ۵۰۸۰۔

معمر ابن راشد: اس کے بارے میں ہے کہ یہ کذاب، مجہول اور منکر روایات تھا۔ ذہبی کا قول ہے کہ اس کے اوہام مشہور ہیں اور ابو حاتم کا قول ہے کہ بصرہ کے اس کے تمام روایات مشکوک ہیں، محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے میزان الاعتدال جلد ۴ ص ۱۵۴۔

شعیب: دوسری روایت میں جو لوگ آتے ہیں اس میں قابل ذکر شعیب ہیں۔ اس نام کے تقریباً ۳۰ افراد اس میزان الاعتدال میں موجود ہیں اور کمال کی بات یہ ہے ہر ایک نام کے آگے یہ لکھا ہوا ہے کہ کذاب، ضعیف، راوی منکرات اور مجہول۔ ان ناموں کی فہرست میں ایک نام قابل دید ہے اور وہ یہ ہے شعیب بن طلحہ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر بن ابی قحافہ جن کے بارے میں دار قطنی نے لکھا ان کے روایات قابل متروک ہیں میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۲۷۵، ۲۷۶۔

تیسری حدیث کے راویان:

حرملہ بن یحییٰ التجیبی: یہ انوکھی حدیثوں کا راوی تھا، ابو حاتم نے اسے قابل استدلال نہیں سمجھا، عبد اللہ بن محمد فرہاذان نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ میزان الاعتدال جلد ۱ ص ۴۷۲۔

یونس: اس نام کے کئی لوگ فہرست میں ہیں اور کمال یہ ہے کہ سب کے سب کاذب، بدبخت اور منکر الحدیث ہیں۔ میزان الاعتدال جلد ۴ ص ۴۷۸۔

ان تینوں روایات میں سلسلہ آکر ختم ہوتا ہے سعید بن المسیب اور ان کے باپ مسیّب پر۔

مسیّب بن حزن اپنے باپ حزن کے ساتھ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے۔ جب حزن مسلمان ہوئے تو رسول اکرم نے ان سے اپنا نام بدلنے کہا تو انہوں نے انکار کیا۔ اور اسوقت مسیّب بہت کم سن تھے۔ سعید بن المسیب یہ حضرت عمر کے مرنے کے ۲ سال بعد پیدا ہوئے تھے یعنی ۲۴ یا ۲۵ ہجری میں اس طرح سے یہ ناممکن ہے کہ انہوں نے یا ان کے باپ نے حضرت ابو طالب کو دیکھا بھی ہو گا۔ مزید یہ کہ جب ان کو کسی وجہ سے سزا دی جاری تھی تو مروان ابن حکم نے اپنی سفارش سے ان کو چھڑا لیا تھا اور انھوں نے زندگی بھر کبھی بنی امیہ کی برائی میں کچھ نہیں کہا۔ (طبقات ابن سعد جلد ۵ ص ۱۵۳، تذکرۃ الحفاظ جلد ۱ ص ۶۲)۔

اسی سعید بن مسیّب سے روایت ہے کہ ایک روز عمر ابن خطاب اپنے دور خلافت میں اصحاب کے پاس گئے اور فرمایا آج میں نے ایک کام کیا ہے، مجھے اس کے بارے میں تم لوگ فتویٰ دو، اصحاب نے کہا اے امیر المومنین وہ کیا ہے، فرمایا میرے پاس سے ایک جاریہ (لونڈی) گذر رہی تھی، مجھے وہ اچھی معلوم ہوئی میں نے اس سے جماع کیا حالانکہ میں روزہ دار تھا۔ سارے اصحاب نے اس کو سن کر تعجب کیا۔ (طبقات ابن سعد جلد ۲ ص ۳۸۳)

اب ناظرین خود انصاف کریں کہ خلیفہ وقت، جانشین رسولؐ اور وہ بھی ایسا کہ جس نے رسول اکرم کو وقت وفات گمراہی سے بچنے کا نوشتہ لکھنے سے روک دیا تھا کہ ہم کو آپؐ کی تحریر کی ضرورت نہیں ہم کو قرآن کافی ہے۔ اور خود مسائل دینی میں اجتہاد بھی کرتا تھا وہ کیسے حالت روزہ میں کسی غیر کی کنیز سے زنا کیا ہو اور اس کا حل بھی پوچھ رہا ہو۔

تذکرۃ الحفاظ اور میزان الاعتدال کے مصنف محمد بن احمد بن عثمان شیخ الامام العلامۃ الحافظ شمس الدین ابو عبد اللہ ذہبی ولادت ۶۷۳ھ وفات ۷۴۸ھ۔ ان کے ہم عصر محمد بن شاکر بن احمد متوفی ۷۶۴ھ اپنی کتاب فوات الوفیات جلد ثانی ص ۱۸۲ میں لکھتے ہیں یہ حافظ بے بدل اور عالم ہے

نظیر۔ انہوں نے علم حدیث اور اس کے رجال میں بدرجہ کمال حاصل کیا۔ احادیث کے اسباب و احوال پر غور کرتے تھے۔ راویوں کے احوال سے واقف تھے۔ تواریخ کے مبہم مقامات کی تشریح اور توضیح کی۔ دیگر علماء اور محققین نے بھی ان کی بہت عمدہ الفاظ کے ساتھ توثیق اور تصدیق کی ہے اور ان کے علم و ثقہ کی تعریف کی ہے۔ جیسے طبقات الشافعیہ، تاج الدین سبکی۔ درر کامنہ ابن حجر عسقلانی، طبقات الحفاظ جلال الدین سیوطی، بستان المحدثین۔ شاہ عبد العزیز تحفہ اثنا عشری۔ وغیرہ وغیرہ۔

سعید بن المسیب کے تعارف میں ایک بات قابل تحریر ہے کہ یہ ابوہریرہ مشہور حدیث ساز ہستی کے واحد داماد تھے۔ حضرت علی اور خاندان حضرت علی سے ان کی دشمنی اور معاویہ کی و بنی امیہ کی دوستی اور سرپرستی ظہر من الشمس ہے جس کا تذکرہ اس سلسلے کی پہلی قسط میں ہو چکا۔

سعید ابن مسیب سے ایک روایت نظر آتی ہے جس سے ان کے اعتقاد اور معاویہ پروری کا اظہار ہوتا ہے۔

ابن وہب نے مالک سے بحوالہ زہری بیان کیا ہے کہ میں نے سعید بن المسیب سے رسول اللہ کے اصحاب کے متعلق پوچھا تو سعید بن المسیب نے کہا زہری سنو جو شخص حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی کا محب ہونے کی حالت میں مرے گا اور عشرہ مبشرہ کے جنتی ہونے کی شہادت دے گا اور حضرت معاویہ کو رحمہ اللہ کہے گا اللہ اس پر حساب میں روز قیامت سختی نہیں کرے گا۔ تاریخ ابن کثیر البدایہ والنہایہ جلد ہشتم ص ۹۹۰ طبع نفیس اکیڈمی کراچی۔

سعید بن المسیب کہتے ہیں "معاویہ کے تمام کام فی اللہ تھے اس لئے مجھے امید ہے کہ اللہ اس پر عذاب نہیں کرے گا" اعیان الشیعہ جلد ۳۵ ص ۸۰۔

اس سلسلے میں ایک واقعہ جس کو ابن ابی الحدید معتزلی نے اپنی کتاب شرح نہج البلاغہ جلد ۴ ص ۱۰۲ میں تحریر کیا ہے نقل کرتے ہیں:

عبد الرحمٰن بن الاسود نے ابو داؤد ہمدانی سے نقل کیا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ میں سعید ابن مسیب کے پاس بیٹھا تھا کہ عمر ابن علی ابن ابی طالب آگئے، سعید نے ان سے کہا کہ "آپ اپنے بھائیوں کی طرح مسجد میں کیوں نہیں آتے ان لوگوں کی آمد و رفت زیادہ ہے "حضرت عمر ابن علی نے فرمایا "کیا یہ بھی ضروری ہے کہ میں جب مسجد کو آؤں تو تم کو اس کا گواہ بناؤں؟"۔ سعید نے کہا "ناراض نہ ہوں اس لئے کہ میں نے آپ کے والد سے سنا کہ میرے لئے (حضرت علی) اور اولاد عبد المطلب کے لئے ایک ایسا مرتبہ ہے جو پوری کائنات میں سب سے افضل ہے"۔

حضرت عمر ابن علی نے فرمایا "میرے باپ نے یہ بھی کہا تھا "اگر کوئی کلمہ حق کسی منافق کے دل تک پہنچ گیا ہے تو وہ مرنے سے پہلے ہی اس کو ظاہر کر دے گا"۔ سعید بن المسیب نے یہ سن کر کہا کہ "آپ نے مجھ کو منافق بنا دیا"۔ حضرت عمر ابن علی نے فرمایا "جو کچھ مجھ کو کہنا تھا وہ کہہ دیا"۔ یہ کہہ کر آپ وہاں سے چلے گئے۔

یہ ابن ابی الحدید جن کا اصلی نام عبد الحمید بن ہبۃ اللہ بن محمد بن محمد بن ابی الحدید عز الدین المدائنی ولادت ۵۸٦ھ اور وفات ۶۵۵ھ ان کا تعلق معتزلی فرقے سے تھا۔ فرقہ معتزلہ کا بانی واصل بن عطا ر تھا (متوفی ۱۳۱ھ) جن کا یہ عقیدہ تھا (معاذ اللہ) "اگر علی اور طلحہ اور زبیر میرے سامنے ترکاری کی ایک گٹھی پر بھی گواہی دے تو میں قبول نہ کروں، کیونکہ ان کے فاسق ہونے کا احتمال ہے" خلافت و ملوکیت علامہ مودودی صفحہ ۲۱۹، الفرق بین الفرق ص ۱۰۰، الشہرستانی جلد ا ص ۳۳۔ ان کے بارے میں محمد بن شاکر بن احمد متوفی ۷۶۴ھ اپنی کتاب فوت الوفیات جزو اول ص ۲۴۸ میں لکھتے ہیں یہ بہت بڑے فاضل تھے۔ علامہ کمال الدین عبد الرزاق بن احمد بن محمد بن ابی المعالی الشیبانی اپنی کتاب مجمع الادب فی معجم الالقاب میں لکھتے ہیں کہ ابن ابی الحدید حکیم اصولی تھا اور بہت بڑا عالم اور فاضل تھا۔

مذکورہ حدیث میں چونکہ حضرت عبد المطلب کا حوالہ دیا گیا ہے لہٰذا مختصراً حضرت ابو طالب اور حضرت عبد المطلب کا ذکر بے جا نہ ہو گا۔

حضرت ابو طالب اور ان کے والد حضرت عبد المطلب کو کسی نے غیر اسلامی کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ چنانچہ امام المورخین ابو الحسن مسعودی اپنی کتاب مروج الذہب میں لکھتے ہیں کہ "عربوں میں جو لوگ توحید خداوندی کا اقرار کرنے والے، عہد میں ثابت قدم تھے ان میں ممتاز ترین شخصیت عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف کی تھی"۔ مسعودی جلد دوم صفحہ ۸۶۔

"ابن الندیم نے لکھا ہے کہ میں نے مامون رشید کے کتب خانہ میں ایک دستاویز دیکھی تھی جو عبد المطلب بن ہاشم، آنحضرت ﷺ کے جد امجد کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی۔ اس کے الفاظ یہ تھے:۔ "یہ عبد المطلب بن ہاشم (جو مکہ کا باشندہ ہے) کا قرضہ فلاں شخص پر ہے جو صنعا کا رہنے والا ہے۔ یہ چاندی کے ہزار درہم ہیں۔ جب طلب کیا جائے گا وہ ادا کرے گا۔ اللہ اور دو فرشتے اس کے گواہ ہیں"۔ اس دستاویز سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عبد المطلب نے کسی حمیری شخص کو ہزار درہم قرض دیئے تھے۔ خاتمہ میں اللہ اور دو فرشتوں کی گواہی لکھی ہے، جس سے ظاہر ہوتا کہ اس زمانہ میں فرشتوں (اور شاید کراماً کاتبین کا) اعتقاد موجود تھا"۔ سیرت النبیؐ جلد اول صفحہ ۲۷ علامہ شبلی نعمانی۔

آنحضرتؐ نے حنین کی جنگ میں جو کفار کے خلاف ہو رہی تھی جو رجز پڑھا (وہ اشعار جو جنگ میں فخراً پڑھے جاتے ہیں) "میں بیٹا ہوں عبد المطلب کا" صحیح مسلم باب حنین جلد ۵ صفحہ ۵۷۔ تاریخ طبری جلد اول صفحہ ۳۱۲۔ کیا کوئی کافر کے مقابل میں فخراً اپنے کافر آباؤ اجداد کا نام لے سکتا ہے؟۔

فرمایا رسول اللہ نے "میں زمانہ جاہلیت کی کسی برائی سے ملوث نہیں ہوا حتیٰ کہ میں ہمیشہ اسلامی نکاح سے ہی پیدا ہوا۔ میں نکاح سے پیدا ہوا آدم سے لیکر اب تک میرے ماں باپ کبھی جاہلیت کے زنا سفاحت کے قریب تک نہیں گئے۔ میں ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام مطہرہ و مصفا مہذبہ میں منتقل ہوا" "مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۱۹۔ شاہ عبد الحق محدث دہلوی۔

عقد رسول اللہ پر جو خطبہ نکاح حضرت ابو طالب نے پڑھا اس کا ابتدائی کلمہ یہ ہے "الحمد للہ الذی اذہب عنا الکرب ورفع عنا الھموم" مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۲۵۔

تاریخ ابن الخلدون جلد اول صفحہ ۳۶ میں اسی خطبہ نکاح کے سلسلے میں یہ لکھا کہ جناب ابو طالب نے یہ فرمایا "الحمد للہ الذی جعلنا من ذریۃ ابراہیم و زرع اسمعیل"۔

جب ایک سال خشک سالی اور لوگوں کے جانوں پر آبنی تو دعائے استسقا کے لئے خواب میں دعا کرنے والے کے صفات بیان کئے گئے نہایت شریف خاندان کا ہو بلند و بالا ہو بھاری جسم کم ہو سفید رنگ والا ہو تو یہ صفت سوائے حضرت عبد المطلب کے کسی میں نہ پائی اور آپ ایک پہاڑ ابو قبیس پر چڑھ گئے ساتھ میں رسول اکرم بھی تھے اور اس وقت آپؐ بہت کم سن تھے اور حضرت عبد المطلب نے یہ دعا کی: اللھم ھولاء عبیدک و بنو عبیدک واماؤک و بنات وامائک و قد نزل بنا ماتری وتتابعت علینا ۔۔۔الخ " لوگ ابھی پلٹے بھی نہ تھے کہ اتنی بارش ہوئی کہ ندیاں نالے بہنے لگے۔

اس پر رقیقہ بنت ابو صیفی بن ہاشم بن عبد مناف نے حمد باری کی وہ یہ:

بشیبۃ الحمد اسقی اللہ بلدتنا :: وقد فقدنا الحیاء واجلوذ المطر۔

منا من اللہ بالمیمون طائرہ :: وخیر من بشرت یوماً بہ مضر۔

طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۲۸۔

جب حضرت عبد المطلب ابرہہ سے ملنے گئے تو آپ کا جو تعارف کرایا گیا وہ ان الفاظ سے کیا گیا "اے بادشاہ تیرے حضور میں وہ شخص آیا ہے جو تمام

عرب کا سردار، فضل وعظمت وشرف میں سب پر فائق ہے۔ طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۳۱۔
جب ابرہہ نے حملہ کرنا چاہا کعبہ پر حضرت عبد المطلب نے اللہ کی بارگاہ میں ان الفاظ سے دعا کی "

لاھم ان المرء یمنع رحلہ فامنع حلالك ، لا یغلبن صلیبھم و محالھم غدوا محالك ان کنت تارکھم و قبلتنا فامر مابدالك۔ یا اللہ انسان اپنے سامان کی حفاظت کرتا ہے تو اپنے متاع وسامان کعبہ کی حفاظت کر اور اُن کے صلیبوں اور اُن کے فریب و مکر تیری قدرت پر غالب نہیں آسکتے: جب اللہ نے اپنا عذاب نازل کیا تو حضرت عبد المطلب پیچھے اتر آئے اور جو دو دشمن کی فوج سے بچ گئے تھے آئے اور حضرت عبد المطلب کے سر کو بوسہ دیا کہاں کنت اعلم تو بہت جاننے والا ہے طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۳۲۔

تمام عرب میں سوائے اولاد حضرت عبد المطلب کے کسی ایک کی ایک باپ کی اولاد نہیں تھی۔ طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۳۴
جب آنحضرت کی ولادت باسعادت کی اطلاع حضرت عبد المطلب کو ملی تو آپ نے ارشاد فرمایا
ساری تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے پاکدامن لڑکا عنایت عطا کیا یہ وہ ہے جو جو گہوارہ ہی میں سب پر سردار ہوگا میں اس کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں "۔ طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۷۲

حضرت ابو طالب جب کئی سال شعب ابو طالب میں محصور رہے تو آپ اپنے خاندان کے ساتھ ایکدن کعبہ میں گئے اور دعا کی " اے اللہ ہماری مدد کر اس شخص سے جو ہم پر ظلم کرے یا ہم سے قطع رحم کرے " طبقات ابن سعد جلد اول ص ۲۷۸۔

طبقات ابن سعد کے مصنف ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری المتوفی ۲۳۰ھ کی شہرۂ آفاق کتاب طبقات الکبیر یا الطبقات الکبریٰ کے نام سے موسوم ہے۔ اس کتاب کا مصنف دور ہارون الرشید اور مامون الرشید کا عالم ہے۔ یہ کتاب ۲۰۰ھ اور ۲۲۰ھ کے درمیان بیس سال کے عرصہ میں لکھی گئی۔ مصنف کے دور حیات ہی میں اہل ذوق نے اس کی نقلیں حاصل کر لی تھیں۔ علامہ شبلی نعمانی اس کے متعلق لکھتے ہیں : " نہایت ثقہ اور معتمد مورخ ہے "۔ الفاروق ص ۷۔ سیرۃ النبی جلد اول ص ۱۸۔ ابن خلکان وفیات الاعیان میں لکھتے ہیں یہ ثقہ اور صدوق تھا۔ حصہ چہارم ص ۲۹۶۔